ڈاکٹر محمد اسحاق
مترجم: شاہد حسین رزاقی

شرف الدین منیری اور ان کا حلقۂ محدثین

صوفی محدثین کا دوسرا اہم دبستان بہار میں قائم ہوا جس کے بانی شیخ شرف الدین منیری تھے۔ شیخ نظام الدین اولیا کی طرح شیخ شرف الدین نے بھی علم حدیث کی اشاعت و فروغ کے لیے اہم خدمات انجام دیں اور ان کی خانقاہ تعلیم حدیث کا ایک اہم مرکز بن گئی۔

مخدوم الملک شرف الدین منیری بہاری (۶۶۱ تا ۷۸۲ھ ـ ۱۲۶۳ تا ۱۳۸۱ء)

بہار کے مشہور و معروف ولی شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری ماہ شوال ۶۶۱ھ (اگست ۱۲۶۳ء) میں بروز جمعہ بہار شریف سے ساٹھ میل کے فاصلہ پر ایک موضع منیر میں پیدا ہوئے اور سنار گاؤں میں اپنے شفیق استاد ابو توامہ حنبلی کی نگرانی میں تعلیم حاصل کی جن کی لڑکی سے شرف الدین نے شادی بھی کرلی۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد شرف الدین ۶۹۱ھ (۱۲۹۱ء) میں دہلی گئے اور شیخ نظام الدین اولیاؒ سے ملاقات کی۔ پھر وہ لاہور گئے اور شیخ نجیب الدین فردوسی[۱]۔ (م ۷۳۲ھ) کے مرید ہوئے۔ اس کے بعد انھوں نے تیس سال بہیا اور راج گیر کے جنگلوں میں گزارے اور قرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے عبادت اور مراقبے کرتے رہے۔ ۷۲۰ اور ۷۲۴ھ (۱۳۲۰-۱۳۲۴ء) کے درمیانی زمانے میں انھوں نے گوشہ نشینی ترک کردی اور لوگوں کی روحانی رہبری کرنے لگے۔ منیر میں ان کی خانقاہ کی ابتدائی تعمیر ان کے دوستوں اور مداحوں نے کی تھی جسے سلطان محمد تغلق نے وسعت دے کر دوبارہ تعمیر کیا اور اس کے اخراجات کے لیے راج گیر کا پرگنہ بھی وقف کردیا۔ یہ خانقاہ اب تک موجود ہے۔ شرف الدین منیری نے ۶ شوال ۷۸۲ھ (جنوری ۱۳۸۱ء)

---

[۱] یہ رکن الدین فردوسی (م ۷۲۴ھ) کے مرید تھے جو ہند میں سلسلۂ فردوسیہ کے بانی تھے۔

خزینہ، ج ۲، ص ۲۸۶۔

کو منیر میں وفات پائی [۲]

شرف الدین بحیثیت محدث

شرف الدین منیری علاقہ بہار کے ایک ممتاز محدث تھے۔ وہ حدیث سے متعلق تمام علوم مثلاً علم تاویل الحدیث، علم رجال الحدیث اور علم مصطلحات الحدیث پر پورا عبور رکھتے تھے [۳]۔ انھوں نے اپنے مکتوبات اور تصانیف میں احادیث کثرت سے نقل کی ہیں۔ اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ بہت سے مواقع پر انھوں نے علم حدیث کے مختلف پہلوؤں مثلاً روایت بالمعنی، شروط الراوی وغیرہ پر اپنی تصانیف میں طویل بحثیں بھی کی ہیں اور صحیحین، مسند ابو یعلی الموصلی، شرح المصابیح اور مشارق الانوار کے حوالے بھی دیے ہیں۔ قیاس کیا جاتا ہے کہ النووی (م ۶۷۶ھ) کی شرح صحیح مسلم کا ایک نسخہ ان کے پاس موجود تھا اور انھوں نے اس کا غائر مطالعہ کیا تھا [۴]۔ کہا جاتا ہے کہ ان کو نہ صرف بہار بلکہ پورے ہند میں صحیحین کی تعلیم شروع کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ انھیں احادیث نہ صرف زبانی یاد تھیں بلکہ وہ ان کے مطابق عمل بھی کرتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے محض اس وجہ سے خربزہ کبھی نہیں کھایا کہ انھیں یہ نہ معلوم ہو سکا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خربزہ کس طرح نوش فرمایا تھا [۵]۔ ان اوصاف کے علاوہ شرف الدین منیری قرآن اور حدیث دونوں کی متصوفانہ تعلیمات پر بھی سند مانے جاتے تھے۔

نظام الدین اولیا اور شرف الدین منیری محدث کی حیثیت سے

شیخ نظام الدین اولیا دہلوی اور شیخ شرف الدین منیری بہاری دونوں صوفی تھے اور ہند میں

---

[۲] اخبار الاخیار، ص ۱۰۹ - مراۃ اسرار، د ۱۶۲ الف - ۴۶۱ ب - خزینۃ ج ۲، ص ۲۹۰ - تذکرۂ علما، ص ۴ - نزہۃ الخواطر، ص ۸ تا ۱۰ - آئین اکبری، ج ۲ ص ۲۱۹ -

[۳] حدیث سے متعلق علوم کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں ابجد العلوم، ص ۲۸۹، ۳۵۴ - مفتاح السنۃ، ص ۱۲۵، ۱۶۰ -

[۴] کلکتہ ریویو، ص ۱۹۷، ۲۱۱ - معارف، جلد ۲۲ شمارہ ۵، ص ۳۳۱ - ۳۳۲ - شاہ نجم الدین، معارف، جلد ۳۱ شمارہ ۴، ص ۲۹۵ تا ۲۹۸، مضمون "حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین بہاری اور علم حدیث"

[۵] خوانِ نعمت، مطبوعہ احمدی پریس پٹنہ، ص ۱۳۲۱ھ، مجلس سوم، ص ۸ -

علم حدیث کو فروغ دینے میں دونوں نے اہم حصہ لیا۔ شیخ نظام الدین اولیا نے جس طرح دہلی میں ایک ممتاز روحانی مرشد کی حیثیت سے کام کیا اسی طرح شرف الدین بھی بہار میں سرگرم عمل رہے۔ یہ دونوں بزرگ اسلامی علوم کے جید عالم تھے۔ تاہم علم حدیث کے مطالعہ میں شرف الدین نے سبقت حاصل کرلی تھی اور اس کا سبب یہ ہے کہ شیخ نظام الدین نے حدیث کا مطالعہ بڑی عمر میں شروع کیا تھا اور اس موضوع پر الصغانی کی مشارق الانوار کے سوا کوئی اور مستند مجموعہ ان کے زیر مطالعہ نہیں رہا لیکن شرف الدین منیری کی تعلیم ایک حنبلی عالم ابو توامہ کی نگرانی میں ہوئی تھی اور انھوں نے قدرتی طور پر حدیث کی تعلیم کو بہت اہمیت دی۔ چنانچہ شرف الدین نے علم حدیث پر زیادہ عبور حاصل کرلیا۔ اس کے علاوہ شیخ نظام الدین کے برعکس شیخ شرف الدین کو کافی تعداد میں علم حدیث کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کا موقع بھی ملا جو غالباً انھوں نے اپنے استاد اور دوستوں سے حاصل کی تھیں[۵۶]۔ اس خیال کی تائید اس امر سے ہوتی ہے کہ شیخ زین الدین باشندۂ دیوہ[۵۷] نے ان کو صحیح مسلم کا ایک نسخہ بطور ہدیہ دیا تھا[۵۸]۔

شیخ مظفر بلخی (متوفی ۷۸۶ھ - ۱۳۸۴ء)

مظفر بن شمس الدین بلخی منیر میں شرف الدین منیری کے خلیفہ ہوئے تھے۔ مظفر کی ولادت اور تعلیم دہلی میں ہوئی تھی اور سلطان فیروز تغلق (۹۰-۷۵۲ھ - ۸۰-۱۳۵۱ء) نے ان کو دہلی کے مدرسہ کوشک لال میں استاد مقرر کیا تھا۔ شیخ مظفر کے والد شیخ شمس الدین بہار کے ایک ولی احمد چرم پوش کے مرید تھے اور ان کی یہ خواہش تھی کہ شیخ مظفر بھی چرم پوش کے مرید ہو جائیں۔ لیکن چرم پوش بالکل ان پڑھ تھے اس لیے مظفر ان کی طرف مائل نہ ہوئے اور شیخ شرف الدین سے بیعت کرنے کو ترجیح دی۔ لیکن دہلی میں سرکاری مصروفیات کی وجہ سے شیخ مظفر مرید ہونے کے بعد پچیس برس تک شرف الدین منیری کی خانقاہ میں شامل نہ ہو سکے۔ اور مراسلت کرکے اپنے مرشد سے ہدایات حاصل کرتے رہے۔ اس کے بعد وہ معہ اہل و عیال کے دہلی سے منیر منتقل ہو گئے۔

---

۵۶ معارف، جلد ۱۳، شمارہ ۴

۵۷ آٹھویں صدی ہجری کے ایک عالم تھے۔ نزہتہ الخواطر، ص ۴۶

۵۸ ایضاً۔ معارف، جلد ۱۳، شمارہ ۴، ص ۲۹۶

اسلامی علوم میں شیخ مظفر کو جو تبحر حاصل تھا اس کے اعتراف میں شیخ شرف الدین نے ان کو امام کا لقب دیا تھا۔

شیخ مظفر بحیثیت محدّث

شیخ مظفر نے مشارق الانوار کی ایک شرح لکھی تھی جو غالباً ان کی وفات کے کچھ عرصہ بعد ہی ضائع ہو گئی۔ مظفر کو محدث کی حیثیت حاصل تھی جس کی شہادت اس سند سے ملتی ہے جو انھوں نے اپنے بھتیجے اور شاگرد حسین نوشائے توحید کو دی تھی۔ سند کے الفاظ یہ ہیں:

"فرزند حسین سند حدیث بریں فقیر کردہ صحیح مسلم و صحیح بخاری من اولہ و آخرہ لفظاً بریں فقیر تحقیق کردہ"[۹]

اپنے محبوب مرشد شرف الدین منیری کی وفات کے بعد شیخ مظفر مکہ کو ہجرت کر گئے اور ماہ جمادی الاوّل ۷۸۸ھ (جون ۱۳۸۴ء) میں عدن میں وفات پائی[۱۰]

حسین بن معز بہاری (متوفی ۸۴۴ھ – ۱۴۴۱ء)

حسین بہاری جو نوشائے توحید کے نام سے معروف ہیں، شیخ مظفر بلخی کے بھتیجے اور خلیفہ تھے۔ وہ سلسلۂ فردوسیہ سے تعلق رکھنے والے صوفی تھے اور محدث بھی تھے۔ ان کی پرورش مخدوم شرف الدین نے کی تھی۔ اور انھوں نے اپنے چچا شیخ مظفر سے صحیحین کا درس لیا۔ حسین کے والد شیخ الاسلام معز بہاری بھی کافی معروف محدث تھے اور علم حدیث سے حسین کی گہری دلچسپی کے پیش نظر انھوں نے حسین کو صحیح مسلم کا ایک نسخہ بطور تحفہ دیا تھا جو ریشمی کپڑے پر عمدہ عربی خط میں لکھا گیا تھا[۱۱]۔ حسین اپنے چچا مظفر کے ساتھ حجاز گئے تھے اور عدن میں خطیب العدنی سے حدیث کا درس لیا تھا۔

۹ھ معارف اعظم گڑھ، جلد ۱۳، شمارہ ۴، ص ۲۹۸

۱۰ھ اخبار الاخیار، ص ۱۱۰ – مراۃ اسرار، ورق ۵۲ الف – خزینہ، ج ۲، ص ۲۹۹ – نزہۃ الخواطر (مخطوطہ) ج ۳، حسین بن معز البہاری – وحشی بلگرامی، وفیات الاخیار، مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۲۰ھ – ص ۹۹

۱۱ھ محمد شعیب، مناقب الاصفیا – ص ۱۵۰۔

حسین نوشائے توحید نے منیر کی خانقاہ میں حدیث کی کتابوں کا اضافہ کیا جو وہ حجاز سے لائے تھے۔ انھوں نے تصوف پر کئی کتابیں بھی لکھیں جن میں حضرات خمس اور فارسی میں ایک دیوان زیادہ مشہور ہیں۔ ان کے ایک رسالے کا نام رسالہ اوراد دہ فصلی ہے جس میں نہ صرف صحاح ستہ بلکہ بیہقی کی سنن اور حاکم نیشاپوری کی مستدرک سے بھی احادیث کثیر تعداد میں نقل کی گئی ہیں۔ حسین نوشائے توحید نے ماہ ذی الحجہ ۸۴۴ھ (مئی ۱۴۴۱ء) میں منیر میں وفات پائی۔[۱۲]

احمد لنگر دریا (متوفی ۸۹۱ھ - ۱۴۸۱ء)

احمد لنگر دریا بن حسن بن مظفر خانقاہ منیر میں اپنے والد کے جانشین ہوئے تھے۔ اپنے دادا شیخ مظفر بلخی کو خوش کرنے کے لیے انھوں نے پوری مصابیح السنۃ صرف چھ مہینے میں حفظ کرلی تھی۔ احمد لنگر دریا نے اپنی تصنیف مونس القلوب میں جو اُن کے ملفوظات کا مجموعہ ہے، صحیحین، مشارق الانوار اور احادیث کی دوسری کتابوں سے بکثرت حوالے دیے ہیں۔ ان کا انتقال ۸۹۱ھ - ۱۴۸۶ء میں ہوا۔[۱۳] اور ان کے ساتھ ہی خانوادہ مظفر بلخی کے مشہور علما کا وہ سلسلہ ختم ہوگیا جو خانقاہ منیر میں شرف الدین منیری کے جانشین ہوتے رہے۔

---

۱۲ اخبار الاخیار، ص ۱۴۸- نزہتہ الخواطر (مخطوطہ) ج ۳، حسین بن معز البہاری- معارف جلد ۱۳، شمارہ ۴، ص ۲۹۹-۲۹۸

۱۳ معارف، جلد ۱۳ شمارہ ۴، ص ۲۹۹-